آسان الفاظ میں اسلامی عقائد کے بیان پر مشتمل

مرتب

مولانا ابو محمد عارفین القادری

کتاب العقائد

مرتب

مولانا ابو محمد عارفین القادری

(arfeenjaipuri@gmail.com - 923333403632)

عقیدہ کی تعریف:

دین کی ایسی پختہ اور یقینی بات جس کا تعلق عمل سے نہیں بلکہ اعتقاد سے ہوتا ہے، عقیدہ کہلاتی ہے۔ عقیدہ کی جمع عقائد ہے۔([1])

اعتقاد قلب کی یقینی کیفیت کا نام ہے جو شک سے پاک ہوتی ہے، اور عقیدت ایک گرویدگی کا نام ہے جس کے لئے یقین ضروری نہیں ہے۔

(۱) یقینی بات حقیقت میں بھی ویسی ہو تو صحیح عقیدہ اور خلاف ہو تو باطل عقیدہ۔ (۲) عقیدہ سے عقیدت بنتی ہے، عقیدت سے عقیدہ نہیں بنتا۔

عقیدہ کا علم سیکھنا کس پر فرض ہے اور کیوں فرض ہے؟

عقیدہ کا علم سیکھنا ہر عاقل پر فرض ہے اگرچہ نابالغ ہو۔ اور فرض اس لئے ہے تاکہ اس سے ایمان کی پختگی حاصل ہو اور شرعی احکامات کی تصدیق ہو سکے۔([2])

علمِ عقائد میں کون سے باتیں بیان کی جاتی ہیں؟:

اللہ تعالی کے حق میں کیا چیزیں واجب ہیں، کون سی ممکن اور کون سی محال ہیں، اسی طرح انبیائے کرام علیہم السلام، آسمانی کتابوں، آخرت کا دن وغیرہ۔ علمِ عقائد کو علمِ کلام اور علمِ توحید بھی کہا جاتا ہے۔(شرح المعتقد المنتقد، صفحہ 34، مکتبہ برکاتِ مدینہ ، کراچی)

عقیدہ کس طرح ثابت ہوتا ہے؟

چونکہ عقیدہ پختہ اور یقنی بات ہوتی ہے لہذا اس کے لئے دلیل بھی پختہ اور یقینی ہوتی ہے، بزرگوں کے واقعات یا کرامات پڑھ کر اور سن کر عقیدت (یعنی متاثر ہونا) تو بن سکتی ہے لیکن عقیدہ نہیں بن سکتا۔ عقیدہ چار طرح کی دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے:

(1) قرآن مجید (2) حدیثِ رسول ﷺ (3) عقلِ سلیم([3]) (4) سوادِ اعظم (یعنی سب سے بڑی جماعت)

([1]) ما يقصد فيه نفس الاعتقاد دون العمل. (التعریفات، صفحہ 152، دار الکتب العلمیہ، بیروت) هي الأمور التي يجب أن يصدق بها القلب، وتطمئن إليها النفس؛ حتى تكون يقيناً ثابتاً لا يمازجها ريب، ولا يخالطها شك رابط المادة.

([2]) حکمِ عقلی کی تینوں اقسام کو جاننا ہر مکلف یعنی عاقل بالغ پر اکثر علماء کے نزدیک فرضِ عین ہے اور ماتریدیہ کے نزدیک ہر عاقل پر فرض عین ہے اگرچہ نابالغ ہو۔ (شرح المعتقد المنتقد، صفحہ 34، مکتبہ برکاتِ مدینہ، کراچی) علمِ کلام کی غرض وغایت ایمان کی پختگی اور احکام شرعیہ کی تصدیق ہے۔ (صفحہ 35، ایضاً)

([3]) حکمِ عقلی کہ اصولِ دین کی اصل وبنیاد ہے، تین قسم پر ہے واجب، جائز (ممکن)، ممتنع (محال)۔ (شرح المعتقد المنتقد، صفحہ 33، مکتبہ برکاتِ مدینہ، کراچی)

"مسائلِ عقائد کچھ وہ ہیں جو صرف عقل سے ادراک کئے جاتے ہیں، جیسے کہ ہم کہتے ہیں کہ عالم کا ایک بنانے والا ہے، اور اس کیلئے کلام ثابت ہے اور رسول برحق ہے (ﷺ)۔ اس لئے کہ ایسے احکام اگر نقل سے ثابت ہوں تو دور لازم آئے گا۔ اور کچھ عقائد وہ ہیں جو تنہا دلیلِ سمعی سے ثابت ہوتے ہیں، جیسے کہ جسموں کا زندہ اٹھایا جانا اور آخرت میں ثواب وعقاب۔ اور کچھ عقائد وہ ہیں جو عقلی اور نقلی دونوں دلیلوں سے ثابت ہوتے ہیں۔ فافہم ۱۲ امام اہلسنت رضی اللہ تعالی عنہ۔" (ایضاً، صفحہ 35)

عقائد کی دو قسمیں ہیں:

(1) عقائدِ اسلام: یعنی ایسے عقائد جن کا ثبوت قرآن مجید یا حدیثِ متواتر یا اجماعِ قطعی قطعیات الدلالات واضحۃ الافادات سے ہوتا ہے جن میں میں نہ شبہے کی گنجائش ہوتی ہے اور نہ ہی تاویل کو راہ ہوتی ہے۔ عقائدِ اسلام کا ماننے والا ''مسلمان'' اور انکار کرنے والا بلکہ شبہہ یا باطل تاویلات کرنے والا بھی ''کافر'' کہلاتا ہے۔ عقائدِ اسلام کو ''ضروریاتِ دین'' بھی کہتے ہیں۔

(2) عقائدِ اہلسنت: یعنی ایسے عقائد جن کا ثبوت بھی دلیلِ قطعی سے ہوتا ہے مگر ان کے قطعی ہونے میں ایک نوعِ شبہہ اور تاویل کا احتمال ہوتا ہے۔ عقائدِ اہلسنت کا ماننے والا ''اہلسنت یا سنی'' اور انکار کرنے والا ''گمراہ یا بدمذہب'' کہلاتا ہے لیکن ''کافر'' نہیں کہلاتا۔

عقیدۂ اسلام اور عقیدۂ اہلِ سنت میں فرق:

عقیدۂ اہل سنت ہی عقیدۂ اسلام ہے، دراصل اہلسنت و جماعت ایک لقب ہے جو اُن لوگوں کو دیا گیا جنہوں نے فتنوں اور اختلافات کے وقت صحابۂ کرام علیہم الرضوان کے عقائد و نظریات کو تھامے رکھا جیسا کہ احادیث میں اس کی تاکید کی گئی تھی۔ پھر تابعین، تبع تابعین اور اب تک جو لوگ اُسی اعتقاد کو تھامے ہوئے ہیں اُن کے عقائد کو ''عقائدِ اہلسنت و جماعت'' کہا جاتا ہے۔

ان دونوں کے احکام:

کافر	بدمذہب
اسکے پیچھے نماز ہو گی ہی نہیں۔	اسکے پیچھے نماز پڑھنا گناہ ہے اور پڑھ لی تو نماز کو دوہرانا واجب ہے۔
اللہ کا نام لیکر جانور ذبح کیا تو حلال نہیں ہوگا۔ **	اللہ کا نام لیکر جانور ذبح کیا تو حلال ہو جائے گا۔
اس سے نکاح ہوگا ہی نہیں۔ **	نکاح ہو جائے گا، لیکن اس سے نکاح کرنا سخت گناہ ہے۔
ان سے محبت، سلام، دوستانہ یارانہ سب منع ہے۔	ان سے بھی محبت، سلام، دوستانہ یارانہ سب منع ہے۔

** کتابیہ کافرہ (یعنی یہودی یا عیسائی عورت) سے نکاح ہو جاتا ہے لیکن ان سے نکاح کرنا سخت گناہ ہے، نیز کتابی نے اللہ عزوجل کا نام لیکر جانور ذبح کیا تو حلال ہو جاتا ہے مگر ان سے ذبح نہیں کروانا چاہئے۔

ایمان کسے کہتے ہیں؟

اکثر علماء کے نزدیک ایمان تصدیقِ قلبی کا نام ہے، یعنی ان تمام باتوں کی سچے دل سے تصدیق کرنا جن کا تعلق ضروریاتِ دین سے ہے، ایمان ہے۔

کفر کسے کہتے ہیں؟

ضروریاتِ دین میں سے کس بھی ایک ضرورتِ دینی کا انکار کفر کہلاتا ہے، اگرچہ باقی تمام ضروریات کی تصدیق کرتا ہو۔

ضروریاتِ دین کسے کہتے ہیں؟

ضروریاتِ دین وہ مسائلِ دین ہیں جن کو ہر خاص و عام جانتے ہوں، جیسے اللہ عزوجل کی وحدانیت، انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت، جنت و دوزخ، حشرونشر وغیرہم، اسی طرح یہ عقیدہ کہ حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا ضروریاتِ دین سے ہے۔

کیا تصدیق کے ساتھ زبان سے اقرار بھی ایمان کے لئے ضروری ہے؟

اس کی تفصیل یہ ہے کہ

(1) اگر تصدیق کے بعد اس کو اظہار کا موقع نہ ملا تو اللہ کے نزدیک مومن ہے۔

(2) اگر موقع ملا اور اُس سے مطالبہ کیا گیا اور زبان سے اقرار نہ کیا تو کافر ہے۔

(3) اگر زبانی اقرار کا مطالبہ نہ کیا گیا تو احکام دنیا میں کافر سمجھا جائے گا، نہ اُس کے جنازے کی نماز پڑھیں گے، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں گے، مگر عنداللہ مومن ہے اگر کوئی امر خلافِ اسلام ظاہر نہ کیا ہو۔

قول یا فعل کے کفریہ ہونے اور قائل یا فاعل کو کافر کہنے میں فرق ہے۔

قول یا فعل کا کفر ہونا ایک علیحدہ بات ہے۔۔اور۔۔ کسی معین شخص (Specific Person) کو کافر قرار دینا علیحدہ بات ہے۔

مثلاً کسی مسلمان کو بت کے آگے سجدہ کرتے ہوئے دیکھا تو اس عمل کو تو کفر کہیں گے لیکن اس شخص کو فی الفور کافر نہیں کہیں گے جب تک وجوہات سامنے نہ آجائیں، ہو سکتا ہے وہ جان سے مار ڈالنے کی صحیح دھمکی کی وجہ سے سجدے میں گرا ہو اور دل ایمان پر قائم ہو۔ لیکن اگر ثابت ہو جائے کہ بخوشی بت کو سجدہ کر رہا ہے تو کافر قرار دیا جائے گا۔

کفار کی اقسام: کفار چار قسم کے ہیں۔

کافر	وضاحت
کافر اصلی مجاہر	یہ وہ کافر ہے جو علی الاعلان اسلامی کلمہ کا منکر ہو۔ اسکی مزید چار قسمیں ہیں۔ (1) دہریہ: جو خدا کے وجود کا منکر ہو۔ (2) مشرک: جو اللہ عزوجل کے سوا کسی دوسرے کو بھی معبود یا واجب الوجود مانتا ہو۔ (3) مجوسی: آگ کی پوجا کرنے والے یعنی آتش پرست۔ (4) کتابی: جیسے یہود و نصاریٰ۔
کافر اصلی منافق	یہ وہ کافر ہے جو بظاہر اسلامی کلمہ پڑھتا ہو لیکن دل سے منکر ہو۔ جیسے حضور ﷺ کے زمانے کے منافق۔
کافر مرتد مجاہر	یہ وہ کافر ہے جو پہلے مسلمان تھا پھر علی الاعلان اسلام سے پھر گیا اور اسلامی کلمہ کا منکر ہو گیا۔
کافر مرتد منافق	یہ وہ کافر ہے جو اسلامی کلمہ پڑھتا ہو لیکن ساتھ ہی کسی ضرورتِ دینی کا انکار بھی کرتا ہو۔ جیسے قادیانی۔

اللہ تعالی کی ذات وصفات سے متعلق اسلامی عقائد

اللہ عزوجل: هو علم لذات الواجب الوجود المستجمع لجميع الصفات الكمالية.

یعنی وہ ایک ایسی ذات واجب الوجود کا نام ہے جو تمام صفاتِ کمالیہ کی جامع ہے۔

واجب الوجود: جس کا وجود عقلاً و شرعاً ضروری ہو جو تمام عالم کے وجود کا سبب ہو۔

عقلاً اس طرح کہ تمام جہاں کا ایک ایک ذرہ اپنی ایجاد اور امداد میں اُسی کا محتاج ہے اور جو ذات ایسی ہو کہ سب اُس کے محتاج ہوں اُس کا وجود بذاتہ یعنی خود سے ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالی کی ذات ہے اور شرعاً اس طرح کہ اُس نے اپنے پاک کلام میں اپنے وجود کا بیان فرمایا ہے۔ ارشاد فرمایا: اَفِی اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ (ابراہیم:10) کیا اللہ میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے۔

اسکے مقابل ممکن الوجود آتا ہے جس کا وجود کسی دوسرے کے وجود کے سبب ہو، صرف ایک ہی ذات واجب الوجود ہے وہ اللہ عزوجل کی ذات ہے اسکے علاوہ پوری کائنات اور اس میں موجود ہر شے ممکن الوجود ہے۔ اسی کو مخلوق اور حادث بھی کہتے ہیں۔

صفاتِ کمالیہ: ایسی صفات جس میں اعلی درجہ کی خوبی و کمال ہو۔ جس صفت میں نہ کوئی عیب ہو نہ کمال اللہ تعالی اس سے پاک ہے۔

اللہ عزوجل کی ذات کا تصور:

اللہ عزوجل کی ذات کا تصور محال ہے، عقل اس کی ذات کا ادراک نہیں کر سکتی۔ ہاں اسکے حکمت بھرے کاموں سے اسکی صفات کی معرفت حاصل ہوتی ہے پھر ان صفات کے ذریعے اللہ کی ذات کی پہچان حاصل ہوتی ہے۔[4] حدیث شریف میں اللہ عزوجل کی ذات پر غور کرنے سے منع فرمایا ہے۔

اللہ عزوجل کی ذات سے متعلق عقائد:

(1) اللہ سبحانہ تعالی ہر عیب و نقصان سے پاک ہے۔ (2) وہ غنی ہے یعنی بے پرواہ ہے، کسی کا محتاج نہیں ہے اور تمام جہاں اس کا محتاج ہے۔

(3) وہ مخلوق کی مشابہت سے منزہ ہے۔ (یہ تین باتیں تمام عقائد کی بنیاد ہیں اور ان میں بھی پہلا عقیدہ اصل الاصول ہے جو لفظ "سبحان" کا مفہوم ہے، اللہ عزوجل نے اس کلمہ کو ہر شے کا ذکر بنادیا ہے یہاں تک کہ زمین و آسمان کی ہر شے اُس کی تسبیح بیان کرتی ہے)

(4) اللہ عزوجل ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ (5) قدیم اور ازلی ہے، یعنی ہمیشہ سے ہے۔ (6) باقی ہے یعنی ہمیشہ رہے گا۔

(7) وہی عبادت کے لائق ہے۔ (8) اس میں تغیر نہیں آسکتا، یعنی جیسا ازل میں تھا اب بھی ویسا ہی ہے اور ہمیشہ رہے گا، یہ نہیں ہو سکتا کہ پہلے کسی اور حالت میں تھا پھر بدل کر کسی اور حالت میں آجائے۔

---

[4] اللہ تعالی کی ذات وصفات کی حقیقت جاننا عقلاً اور شرعاً محال یعنی ناممکن ہے۔ (شرح المعتقد المنتقد، صفحہ 36، مکتبہ برکاتِ مدینہ، کراچی) اللہ تعالی کی معرفت قطعی دلائل کے ذریعے حاصل کرنا فرض ہے، بذریعہ کشف معرفت حاصل کرنے کے ہم باجماع مکلف نہیں ہیں، بذریعہ عین معرفت حاصل کرنا یہ آخرت کے ساتھ خاص ہے دنیا میں صرف ہمارے آقا ﷺ کے لئے ثابت ہے۔ بذریعہ براہین معرفت حاصل کرنا ہم پر فرض ہے۔ (صفحہ 36، ایضاً)

(9)وہ جسم نہیں ہے اور جسم والی کسی بھی شے سے اس کا تعلق نہیں ہے۔جو اسے مجسم مانے گمراہ ہے۔([5])

(10)مقدار سے پاک ہے،یعنی اسے لمبا چوڑا، موٹا پتلا، اِتنا اُتنا، تول میں ہلکا بھاری وغیرہ نہیں کہہ سکتے۔

(11)شکل وصورت سے پاک ہے،یعنی پھیلا ہوا، سمٹا ہوا، تکونا، سیدھا، ترچھا وغیرہ نہیں کہہ سکتے۔

(12)حدود اور مکان یعنی Direction and Place سے پاک ہے۔یعنی اوپر نیچے، آگے پیچھے، اِدھر اُدھر نہیں کہہ سکتے۔

(13)وہ کسی چیز سے بنا ہوا نہیں ہے نہ ہی اس میں اجزاء ہیں۔(14)جسم کے اوصاف یعنی اٹھنے بیٹھنے، چلنے ٹھہرنے سب سے پاک ہے۔

(15)اس کے سِوا سارا عالم مخلوق ہے، حادث ہے یعنی پہلے نہیں تھا بعد میں وجود میں آیا، ممکن الوجود ہے۔

اللہ عزوجل کی صفات

صفات کی اقسام

صفات کی بنیادی دو قسمیں ہیں:(1)صفاتِ سلبیہ (2)صفاتِ ثبوتیہ (بعض نے سات تک اقسام بیان کی ہیں اور یہاں چار اقسام کا بیان ہے)

صفاتِ سلبیہ: یہ وہ صفات ہیں جن کی اللہ تعالی اپنے نفس کیلئے نفی فرمائی ہے([6])، جیسے ظلم، جھوٹ، محتاج وغیرہم۔([7])

اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا:وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا یعنی تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔(الکھف –آیۃ49)

یہاں یہ بات بھی مدِ نظر رہے کہ جس صفت کی اللہ تعالی سے نفی ہو گی اس کی ضد اللہ تعالی کے لئے ثابت ہو گی۔ جیسے اللہ تعالی نے محتاج کی نفی فرمائی ہے تو اسکی ضد یعنی اللہ تعالی کا غنی ہونا ثابت ہو گا۔

اسی طرح آیۃ الکرسی میں ارشاد فرمایا گیا:لَا تَأْخُذُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ یعنی نہ اسے اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند۔(البقرۃ–آیۃ255)

جب اونگھ اور نیند کی نفی فرمادی تو اس کا حی اور قیوم ہونا ثابت ہو گا۔

صفاتِ ثبوتیہ: یہ وہ صفات جو اللہ تعالی کے لئے ثابت ہیں۔ جیسے علیم، سمیع، بصیر، رحمن، کریم، رازق، خالق وغیرہم

صفاتِ ثبوتیہ کی تین قسمیں ہیں: (1)صفاتِ ذاتیہ (2)صفاتِ فعلیہ (3)صفاتِ آیاتِ متشابہات

صفاتِ ذاتیہ: یہ وہ صفات ہیں جو اللہ تعالی کی ذات کے ساتھ ظاہر ہیں، یہ آٹھ ہیں:

وهي الحيوة والعلم والقدرة والإرادة والسمع والبصر والكلام والتكوين

([5])اللہ عزوجل کا جسم و جسمانیات سے مطلقاً پاک و منزہ ہونا ضروریات عقائد اہلسنت وجماعت سے ہے۔(فتاوی رضویہ، جلد 29، صفحہ 66، المدینہ لائبریری)

([6])هِيَ مَانَفَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَه عَنْ نَفْسِه فِيْ كِتَابِه أَوْ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهَا۔

([7])شرح المعتقد المنتقد میں پانچ صفات کو صفاتِ سلبیہ کہا ہے اور اس کی تفصیلی وضاحت کی ہے، (1) قدیم (2) باقی (3) واحد (4) قائم (5) غیر حادث (أما الصفات السلبية فهي خمس صفات عند الأشاعرة: 1 القدم. 2 البقاء. 3 الوحدانية. 4 المخالفة للحوادث. 5 الغنى المطلق. المعروف عندهم (القيام بالنفس))

(1)حیات: وہ حَی ہے، یعنی خود زندہ ہے اور سب کی زندگی اُس کے ہاتھ میں ہے، جسے جب چاہے زندہ کرے اور جب چاہے موت دے۔

(2)علم: اُس کا علم ہر شے پر حاوی ہے، سب کو اَزل میں جانتا تھا اور اب جانتا ہے اور اَبد تک جانے گا، اشیاء بدلتی ہیں اور اُس کا علم نہیں بدلتا، دلوں کے خطروں اور وَسوسوں پر اُس کو خبر ہے اور اُس کے علم کی کوئی انتہا نہیں۔

(3)قدرت: وہ ہر ممکن پر قادر ہے، جو چیز محال ہے اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ اس پر قادر ہو جیسے خود کو فنا کرنا، جھوٹ، چوری وغیرہ۔

(4)ارادہ: مقدور شے کا ترجیح پانا صفتِ ارادہ سے متعلق ہے، وہ جس چیز کا ارادہ فرمائے تو کوئی اسے ٹالنے والا نہیں۔

(5)سننا: ہلکی سے ہلکی آواز کو سنتا ہے، لیکن بغیر کان کے کیونکہ کان جسم سے ہے اور وہ جسم سے پاک ہے۔

(6)دیکھنا: باریک سے باریک شے کو دیکھتا ہے، لیکن بغیر آنکھ کے کیونکہ آنکھ جسم سے ہے اور وہ جسم سے پاک ہے۔

(7)کلام: اُس کا کلام آواز سے پاک ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالی کا کلام اور کلام اسکی صفت ہے، اسے مخلوق کہنے والا کافر ہے۔

(8)تکوین: اللہ تعالی جس شے کا حکم فرمادے وہ فوراً معرضِ وجود میں آجاتی ہے، اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ یعنی جب کسی چیز کو چاہے تو اس سے فرمائے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے۔(یسین-آیۃ83) جیسے بارش برسانا، رزق دینا، پیدا کرنا وغیرہم

صفاتِ فعلیہ: یہ وہ صفات ہیں جن کا ظہور کسی شے سے متعلق ہو کر ہوتا ہے، ان کی ضد بھی اللہ تعالی کے لئے ثابت ہوتی ہیں، یہ بے شمار ہیں۔ جیسے بارش برسانا، بارش نہ برسانا، رزق دینا، رزق نہ دینا، شفا دینا، شفا نہ دینا، پیدا کرنا، زندہ کرنا، مارنا وغیرہم۔

دراصل یہ صفات صفتِ تکوین ہی کی تفصیل ہے جو صفتِ ذاتیہ ہے۔

صفاتِ آیاتِ متشابہات: یہ وہ صفات ہیں جن کے لفظی معنی تو معلوم ہیں مگر ان کے حقیقی معنی و مفاہیم تک عقل کی رسائی ممکن نہیں ہے۔ جیسے استواء علی العرش جس کے لفظی معنی ہیں عرش پر ٹھہرنا، ضحک اور استہزا جس کے لفظی معنی ہیں ہنسنا، نزول جس کے لفظی معنی ہیں اترنا۔ ظاہر ہے ان کے لفظی معنی اللہ عزوجل کی شایانِ شان نہیں ہیں، ان کا حقیقی مفہوم کیا ہے یہ اللہ عزوجل ہی بہتر جانتا ہے۔

صفات سے متعلق عقائد

(1) اللہ عزوجل کی تمام صفات اعلی درجہ کمال کی صفات ہیں جس میں ذرہ برابر بھی نقص اور عیب کا شائبہ نہیں ہے۔

(2)اگر کسی صفت میں نقص اور کمال دونوں پہلو موجود ہوں تو وہ اللہ تعالی کے لئے ثابت نہیں ہو گی جیسے صفتِ شجاعت یعنی بہادری۔ شجاعت کہتے ہیں کسی ایسی چیز کے سامنے ڈٹ جانا، بے خوف ہو جانا جس سے نقصان کا اندیشہ ہو۔۔ یہ صفت اگرچہ اچھی ہے مگر اللہ تعالی کے لئے ثابت نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالی کو کسی سے بھی نقصان کا اندیشہ نہیں ہے، لہذا اللہ تعالی کو شجاع یا بہادر کہنا جائز نہیں ہے۔

(3)اسکی صفات ازلی اور ابدی ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی (4)ان صفات میں تغیر و تبدیلی نہیں ہو سکتی۔

(5)اسکی صفات ذاتی ہیں، یعنی کسی نے عطا نہیں کی۔ (6)اسکی صفات قدرت کے تحت داخل نہیں بلکہ اس کی ذات کا تقاضا ہیں۔

(7)جس طرح اللہ تعالی کی ذات قدیم ہیں اسکی صفات بھی قدیم ہیں، جو صفاتِ الہی کو غیر قدیم یعنی حادث مانے گمراہ بددین ہے۔

نبوت ورسالت سے متعلق اسلامی عقائد

انبیائے کرام علیہم السلام کے حق میں کیا چیزیں لازم وضروری ہیں اور کیا چیزیں محال ہیں۔ان کا جاننا ہر مسلمان پر فرضِ عین ہے۔([8])

اصول: جو امور انبیائے کرام علیہم السلام کے حق میں عقلاً و شرعاً واجب ہیں ان کی ضد عقلاً و شرعاً محال ہے اور جو امور شرعاً و عادتاً واجب ہیں ان کی ضد شرعاً و عادتاً محال ہے۔ مثلاً اُن کا سچا ہونا، کراہت انگیز بیماری سے پاک ہونا واجب ہے لہذا جھوٹا ہونا اور کراہت انگیز بیماری میں مبتلا ہونا محال ہے۔

نبی اور رسول میں فرق: نبی اور رسول میں فرق سے متعلق علمائے کرام کی مختلف رائے ہیں۔([9])

نبی	رسول
نبی وہ ہے کہ جس کی جانب فرشتے کے ذریعے وحی کی گئی ہو۔۔یا۔۔اس کے قلب میں الہام کیا گیا ہو۔۔یا۔۔سچے خوابوں کے ذریعے اسے خبر دی گئی ہو۔	رسول وہ ہے کہ جس کی جانب جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالی کی جانب سے کتاب کے نزول کے ساتھ وحی لاتے ہیں۔

نبی اور رسول سے متعلق عمومی عقائد:

1. نبی اور رسول بشر اور مرد ہوتے ہیں۔	2. ہر نبی کے لئے وحی کا ہونا ضروری ہے چاہے فرشتہ کے واسطے سے ہو یا بلا واسطہ۔
3. نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہوتی ہے، کسبی ماننا کفر ہے۔	4. اللہ عزوجل نے اپنے فضل سے انبیائے کرام بھیجے، اس پر بھیجنا واجب نہیں۔
5. نبی معجزے لے کر آتے ہیں۔	6. وصفِ نبوت میں سب برابر ہیں، لیکن درجات میں باہم فضیلت رکھتے ہیں۔
7. نبی مکلف اور گناہوں سے معصوم ہوتا ہے۔	8. نبی جان بوجھ کر یا بھول کر احکام الٰہی نہ پہنچائے، یہ محال ہے اور اس کا اقرار کفر ہے۔
9. جو شخص نبی سے نبوّت کا زوال جائز مانے کافر ہے۔	10. انبیائے کرام کی تعداد معین کرنا جائز نہیں ہے۔
11. نبی کی توہین کفر ہے۔	12. نبی کے لئے علمِ غیب ضروری ہے، مطلقاً علمِ غیب کا انکار کفر ہے۔
13. نبی اپنی خبر میں صادق یعنی سچا ہوتا ہے اُس کے حق میں جھوٹ کا احتمال کفر ہے۔	
14. عام حالات میں انبیائے کرام علیہم السلام کی لغزشوں کا ذکر حرام ہے، تلاوتِ قرآن وبیانِ حدیث کے ضمن میں جائز ہے۔	
15. انبیائے کرام علیہم السلام کا ایسے امور سے منزہ ومبرہ ہونا واجب ہے جو ان کی اتباع کرنے کی راہ میں رکاوٹ بنے اور طبیعتیں کراہت محسوس کریں۔	

([8]) فرضِ عین اس لئے کہ کہیں انجانے میں نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کے بارے میں ایسا عقیدہ نہ رکھ لیا جائے جس سے آدمی دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے، اس کی ایک دلیل حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے، جس میں حضور ﷺ نے دو شخصوں کو اپنی ذات سے متعلق بدگمانی سے بچایا۔(شرح المعتقد المنتقد، صفحہ 149، 150، مکتبہ برکاتِ مدینہ، کراچی)

([9]) نبی اور رسول کے فرق میں تین اقوال ہیں: (۱) رسول کو شریعت کی وحی کے ساتھ تبلیغ کا حکم ہوتا ہے جبکہ نبی کو تبلیغ کا حکم نہیں ہوتا (۲) رسول صاحبِ کتاب، صاحبِ شریعت یا پچھلی شریعت کا ناسخ ہوتا ہے جبکہ نبی کے لئے یہ چیزیں ضروری نہیں (۳) نبی و رسول ایک ہی معنی پر ہیں۔(شرح المعتقد المنتقد، صفحہ 167، مکتبہ برکاتِ مدینہ، کراچی)

مثلاًوہ حجامت کا پیشہ اختیار نہیں کرتے، انہیں برص اور گونگے پن جیسی بیماریاں نہیں ہوتیں، رستوں میں کھانے سے مروّت فرماتے ہیں، نسب بدکاری کے عیب سے پاکیزہ ہوتا ہے نیز زوجہ بھی بدکار نہیں ہوتی، اپنے زمانے میں غیر نبی سے کامل تر ہوتے ہیں۔
16. دنیوی امور سے تعلق رکھنے والی چیزوں کو اہلِ دنیا کے طور پر نہ جاننا اُن کے حق میں عیب نہیں ہے، لیکن یہ کہنا جائز نہیں ہے کہ وہ دنیا کی باتوں سے کچھ نہیں جانتے تھے تاکہ اُن کے حق میں غفلت وحماقت کا وہم پیدا نہ ہو اور وہ اس سے منزہ ہیں۔

حضور سید الانبیاء والمرسلین ﷺ سے متعلق خصوصی عقائد:

1. دیگر انبیا خاص قوم کی طرف مبعوث ہوتے ہیں جبکہ حضور ﷺ تمام مخلوق کی طرف مبعوث ہوئے ہیں۔	
2. حضور ﷺ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں۔	3. حضور ﷺ خاتم النبیین ہیں۔
4. حضور ﷺ تمام مخلوق سے افضل اور اعلم ہیں۔	5. اللہ تعالی نے حضور ﷺ کو محبوبیتِ کبری عطا فرمائی ہے۔
6. حضور ﷺ کا مثل و نظیر محال ہے، جو کسی صفتِ خاصہ میں حضور ﷺ کا مثل بتائے گمراہ ہے یا کافر ہے۔	
9. حضور ﷺ کو جسمانی معراج عطا فرمائی گئی۔	10. حضور ﷺ نے اللہ عزوجل کا دیدار سر کی آنکھوں سے فرمایا۔
11. حضور ﷺ کو شفاعتِ کبری اور مقامِ محمود عطا کیا گیا۔	12. حضور ﷺ کے ذکر شریف کے وقت درود شریف پڑھنا واجب ہے۔
13. جس طرح حضور ﷺ کی حیات میں آپ کی تعظیم فرض تھی بالکل اسی طرح اب بھی فرض ہے۔	

آسمانی کتابوں سے متعلق اسلامی عقائد

عقیدہ	وضاحت
افضل کتاب	قرآن مجید سب سے افضل کتاب ہے، اس کے یہ معنی ہیں کہ ہمارے لیے اس میں ثواب زائد ہے ورنہ جس طرح قرآن مجید اللہ تعالی کا کلام ہے اسی طرح دیگر آسمانی کتابیں بھی اللہ تعالی کا کلام ہیں، کلام اسکی صفت ہے اور یہ بات ناممکن ہے کہ اسکی صفت کا بعض حصہ افضل ہو اور بعض حصہ مفضول۔
پچھلی کتابوں پر ایمان	سب آسمانی کتاب یں اور صحیفے حق ہیں اور سب کلام اللہ ہیں، اُن میں جو کچھ ارشاد ہوا سب پر ایمان ضروری ہے، مگر پچھلی کتابوں کی حفاظت ان امتوں کے سپرد تھی جسکی وہ حفاظت نہ کر سکے، حتی کہ بعض شرپسندوں نے ان میں تحریفیں بھی کر دیں۔ لہذا جب کوئی بات ان کتابوں سے ہمارے سامنے پیش ہو تو اگر وہ قرآن وحدیث سے مطابقت رکھتی ہو گی تو ہم اس کی تصدیق کریں گے اور اگر مخالف ہو گی تو اسے تحریف قرار دیں گے، اگر مطابقت و مخالفت کچھ بھی معلوم نہیں تو نہ انکار کریں گے نہ مخالفت بلکہ یوں کہیں گے: "اٰمَنْتُ بِاللہِ وَمَلٰئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ" یعنی اللہ (عزوجل) اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر ہمارا ایمان ہے۔
قرآن پاک	چونکہ یہ دین ہمیشہ رہنے والا ہے، لہٰذا قرآنِ عظیم کی حفاظت اللہ عزوجل نے اپنے ذِمہ رکھی۔ لہٰذا اس میں کسی حرف یا نقطہ کی کمی بیشی

کوناقص ماننے والا	محال ہے، اگرچہ تمام دنیااس کے بدلنے پر جمع ہو جائے تو جو یہ کہے کہ اس میں کے کچھ پارے یاسورتیں یاآیتیں بلکہ ایک حرف بھی کسی نے کم کر دیا، یابڑھادیا، یابدل دیایایہ قرآن ناقص ہے وہ قرآن نہیں جو حضور ﷺ پر نازل ہواتھا، قطعاًکافر ہے۔
قرآن مجید ناسخ ہے	قرآنِ مجید ناسخ ہے یعنی اس نے پچھلی کتابوں اور شریعتوں کے بہت سے احکام منسوخ کر دیے۔ منسوخ کرنے کا مطلب یہ ہے وہ احکام مخصوص وقت کے لئے تھے۔ منسوخ دوطرح ہوتاہے: **(1) تلاوت اور حکم دونوں اٹھالئے جائیں:** جیسے بیہقی شریف میں ہے کہ ایک انصاری صحابی رات کو تہجد کے لیے اٹھے اور سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت ہمیشہ پڑھا کرتے تھے اس کو پڑھنا چاہالیکن وہ بالکل یاد نہ آئی اور سوائے بسم اللہ کے کچھ نہ پڑھ سکے۔ صبح کو دوسرے اصحاب سے اس کا ذکر کیاتوان حضرات نے فرمایا :ہمارا بھی یہی حال ہے، وہ سورت ہمیں بھی یاد تھی اور اب ہمارے حافظہ میں بھی نہ رہی۔ سب نے بارگاہِ رسالت میں واقعہ عرض کیاتو حضور پر نور ﷺ فرمایا: آج رات وہ سورت اٹھالی گئی۔ اس کے حکم و تلاوت دونوں منسوخ ہوئے جن کاغذوں پر وہ لکھی گئی تھی ان پر نقش تک باقی نہ رہے۔ **(2) تلاوت باقی رہے اور حکم اٹھالیا جائے:** جیسے بعض علمائے کرام کے نزدیک سورہ کافرون کی آخری آیت **لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ** یعنی تمہیں تمہارادین اور مجھے میرادین، جہاد کی آیتوں سے منسوخ ہے۔ (خزائن العرفان)
محکم اور متشابہ	محکم: یہ وہ آیات ہیں جن کے معنی اہلِ علم کو آسانی سے سمجھ میں آجاتے ہیں، جیسے **اقیموا الصلوۃ** یعنی نماز قائم کرو۔ متشابہ: یہ وہ آیات ہیں جن کے ظاہری معنی یاتو سمجھ میں نہیں آتے۔۔یا۔۔ سمجھ میں توآتے ہیں مگر وہ مراد نہیں ہوتے۔ جیسے حروفِ مقطعات الم، حم وغیرہما۔۔یاوہ آیات جن میں اللہ کے لئے "ید" ہاتھ، "وجہ" چہرے کا ذکر آیاہے، اب ظاہر ہے کہ اللہ تعالی ہاتھ چہرہ جسم وجسمانیت سے پاک ہے توظاہری آیت سے جو معنی سمجھ آتے ہیں وہ مراد نہیں ہیں۔ (تفصیل: آلِ عمران: 07)

فرشتوں سے متعلق اسلامی عقائد

(1) فرشتے نوری جسم والی مخلوق ہیں۔ اللہ تعالی نے اُن کو یہ طاقت دی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں، کبھی وہ انسان کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی دوسری شکل میں۔ (2) ان کے وجود کا انکار کفر ہے۔ (3) کسی بھی فرشتے کی ادنی گستاخی کفر ہے۔ (4) ان کا مذاق اڑانا کفر ہے۔ (5) فرشتوں کو ان کی اصلی شکل میں دیکھتے ہوئے اُن کا کلام سننا انبیائے کرام علیہم السلام کے لئے خاص ہے، غیرِ نبی کے لئے یہ دونوں جمع نہیں ہوتی، اگر وہ اُن کا کلام سنے گا تو اصل شکل میں نہیں دیکھے گا اور اگر اصل شکل میں دیکھے گا تو ان کا کلام نہیں سنے گا۔[10] (6) فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت۔ (7) فرشتے اللہ تعالی کے حکم کے خلاف کچھ نہیں کرتے، نہ قصداً، نہ سہواً، نہ خطاً، ہر صغیرہ کبیرہ گناہ سے پاک ہیں، اللہ عزوجل کے

[10] شرح المعتقد المنتقد، صفحہ 179، مکتبہ برکاتِ مدینہ، کراچی

معصوم بندے ہیں۔(8)ان کو مختلف خدمتیں سپرد ہیں۔(9)انکی تعداد اللہ عزوجل کو معلوم ہے۔چار فرشتے بہت مشہور ہیں: جبریل و میکائیل و اسرافیل وعزرائیل علیہم السلام اور یہ سب ملائکہ پر فضیلت رکھتے ہیں۔

جنات سے متعلق اسلامی عقائد

(1)جنات آگ سے پیدا کیے گئے ہیں۔اِن میں بھی بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔ان کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں۔(2)جنات کی عمریں بہت طویل ہوتی ہیں،یہ سب انسان کی طرح ذی عقل اور ارواح واجسام والے ہیں،اِن میں اولاد اور نسل کا سلسلہ ہوتا ہے۔کھاتے،پیتے،جیتے،مرتے ہیں۔ (3)جنات کے وجود کا انکار کفر ہے۔(4) جنات شرعی احکامات کے مکلف ہوتے ہیں۔لہذا ان میں بھی کافر،مسلمان،سنی،بدمذہب، متقی،فاسق سب ہوتے ہیں۔لیکن ان میں کافروں،بدمذہبوں اور فاسقوں کی تعداد زیادہ ہے۔

عالمِ برزخ سے متعلق اسلامی عقائد

(1)دنیااور آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جس کو برزخ کہتے ہیں،مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام اِنس وجن کو حسبِ مراتب اُس میں رہنا ہوتا ہے،اور یہ عالم اِس دنیا سے بہت بڑا ہے۔دنیا کے ساتھ برزخ کو وہی نسبت ہے جو ماں کے پیٹ کے ساتھ دنیا کو، برزخ میں کسی کو آرام ہے اور کسی کو تکلیف۔

(2)مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدنِ انسان کے ساتھ باقی رہتا ہے،اگرچہ روح بدن سے جُدا ہو گئی، مگر جس طرح دنیا میں تکلیف وراحت، ٹھنڈک گرماہٹ،لذت وغیرہ جسم وروح محسوس کرتی ہیں بالکل اسی طرح یہ حالتیں اور کیفیتیں برزخ میں ہیں۔

(3) یہ خیال کہ روح کسی دوسرے بدن میں چلی جاتی ہے،خواہ وہ آدمی کا بدن ہو یا کسی اور جانور کا جس کو تناسخ اور آواگون کہتے ہیں، محض باطل اور اُس کا ماننا کفر ہے۔

اشکال: قبر میں جسم گل سڑ جاتا ہے، قیامت میں بھی نئے جسموں میں روح جائے گی تو یہ کفر کیسے ہوا۔؟

یاد رکھیں جن اجزاء پر جسم کی تخلیق ہوئی ہے وہ قیامت تک باقی رہیں گے ، یہ ریڑھ کی ہڈی میں باریک اجزا ہوتے ہیں جس کو ''عَجبُ الذَّنب'' کہتے ہیں، یہ نہ کسی خوردبین سے نظر آ سکتے ہیں،نہ آگ اُنھیں جلا سکتی ہے،نہ زمین اُنھیں گلا سکتی ہے،یہی جسم کی بنیاد ہیں۔لہٰذا روزِ قیامت روحیں اُسی جسم میں لوٹیں گے نہ کسی دوسرے جسم میں۔اور جسم کے اوپری حصوں کا گھٹنا بڑھنا جسم بدلنا نہیں کہلاتا۔۔ جیسے بچہ کتنا چھوٹا پیدا ہوتا ہے، پھر کتنا بڑا ہو جاتا ہے، قوی ہیکل جوان بیماری میں گھل کر کتنا حقیر رہ جاتا ہے، پھر نیا گوشت پوست آکر مثلِ سابق ہو جاتا ہے،اِن تبدیلیوں سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ شخص بدل گیا۔یوہیں روزِ قیامت لوٹنا ہے،وہی گوشت اور ہڈیاں کہ خاک یا راکھ ہو گئے ہوں،اُن کے ذرّے کہیں بھی منتشر ہو

گئے ہوں، رب عزوجل انہیں جمع فرما کر اُس پہلی ہیئت پر لا کر اُنہیں پہلے اجزائے اصلیہ پر کہ محفوظ ہیں، ترکیب دے گا اور ہر رُوح کو اُسی جسمِ سابق میں بھیجے گا، اِس کا نام حشر ہے۔

(4) موت کے معنی روح کا جسم سے جدا ہو جانا ہے، نہ یہ کہ روح مر جاتی ہو۔ (5) جو روح کو فنا مانے بد مذہب ہے۔

(6) عذابِ قبر اور تنعیم قبر حق ہے اور یہ جسم و روح دونوں پر وارد ہوتی ہیں۔ اسکا منکر گمراہ ہے۔ بعض معتزلہ اور روافض نے عذابِ قبر کا انکار کیا ہے، ان کے نزدیک مردہ ادراک سے عاری ایک بے جان لاشہ ہے لہذا اسے عذاب دینا محال ہے۔ ([11])

حشر نشر، حساب کتاب سے متعلق اسلامی عقائد

نشر کا معنی ہے مرنے کے بعد مخلوق کا زندہ ہونا اور حشر کا معنی ہے میدانِ حساب۔ (شرح المعتقد المنتقد)

(1) بیشک زمین و آسمان اور جن و اِنس و ملک سب ایک دن فنا ہونے والے ہیں، صرف ایک اللہ تعالٰی کے لیے ہمیشگی و بقا ہے۔

(2) حشر، نشر، حساب اور قیامت کا انکار کرنے والا کافر ہے چاہے یوں کہے کہ ایسا ہونا ممکن نہیں یا یوں کہے کہ ایسا نہیں ہو گا۔ جیسے فلاسفہ و نیچریہ۔

(3) **نفخۂ اولی:** جب قیامت کی ساری نشانیاں پوری ہو جائیں گی، دنیا میں کافر ہی کافر ہوں گے، اللہ کہنے والا کوئی نہ ہو گا، لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے تو اچانک حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صُور پھونکنے کا حکم ہو گا، شروع شروع اس کی آواز بہت باریک ہو گی اور رفتہ رفتہ بہت بلند ہو جائے گی، لوگ کان لگا کر اس کی آواز سنیں گے اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے، آسمان، زمین، پہاڑ، یہاں تک کہ صُور اور اسرافیل اور تمام ملائکہ فنا ہو جائیں گے، اُس وقت سوا اُس واحدِ حقیقی کے کوئی نہ ہو گا۔

(4) **نفخۂ ثانیہ:** پھر جب اللہ تعالٰی چاہے گا، اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی تمام اوّلین و آخرین، ملائکہ و اِنس و جن و حیوانات موجود ہو جائیں گے۔

(5) سب سے پہلے حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قبر مبارک سے یوں برآمد ہونگے کہ دَہنے ہاتھ میں صدیقِ اکبر کا ہاتھ، بائیں ہاتھ میں فاروقِ اعظم کا ہاتھ رضی اللہ تعالٰی عنہما، پھر مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے مقابر میں جتنے مسلمان دفن ہیں، سب کو اپنے ہمراہ لے کر میدانِ حشر میں تشریف لے جائیں گے۔ (6) حشر صرف رُوح کا نہیں، بلکہ روح و جسم دونوں کا ہے، جو کہے صرف روحیں اٹھیں گی جسم زندہ نہ ہوں گے، وہ بھی کافر ہے۔ (7) دنیا میں جو رُوح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی اُس رُوح کا حشر اُسی جسم میں ہو گا، یہ نہیں کہ کوئی نیا جسم پیدا کر کے اس کے ساتھ روح متعلق کر دی جائے۔ (8) حساب حق ہے، اعمال کا حساب ہونے والا ہے۔ حساب کا منکر کافر ہے۔ (9) قیامت کے دن ہر شخص کو اُس کا نامہ اعمال دیا جائے گا، نیکوں کے دہنے ہاتھ میں اور بدوں کے بائیں ہاتھ میں، کافر کا سینہ توڑ کر اُس کا بایاں ہاتھ اس سے پسِ پشت نکال کر پیٹھ

([11]) شرح العقائد النسفیہ للتفتازانی، صفحہ 238-239، مکتبۃ المدینہ، کراچی۔

کے پیچھے دیاجائے گا۔ (10) حوضِ کوثر کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرحمت ہوا، حق ہے۔ (11) میزان حق ہے۔ (12)صراط حق ہے۔(13) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ عزوجل مقامِ محمود عطا فرمائے گا، کہ تمام اوّلین وآخرین حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)کی حمد وستائش کریں گے۔ (14) قیامت کا دن جو پچاس ہزار برس کا دن ہو گا، مولیٰ عزوجل کے جو خاص بندے ہیں ان کے لیے اتنا ہلکا کر دیا جائے گا، کہ معلوم ہو گا اس میں اتنا وقت صَرف ہوا جتنا ایک وقت کی نمازِ فرض میں صَرف ہوتا ہے، بلکہ اس سے بھی کم، یہاں تک کہ بعضوں کے لیے تو پلک جھپکنے میں سارا دن طے ہو جائے گا۔

جنت ودوزخ سے متعلق اسلامی عقائد

(1)جنت ودوزخ حق ہیں۔ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

(2) جنت ودوزخ کو بنے ہوئے ہزارہا سال ہوئے اور وہ اب موجود ہیں، ایسا نہیں کہ قیامت کے دن بنائی جائیں گی۔

نوٹ:

قیامت وبَعث وحشر وحساب وثواب وعذاب وجنت ودوزخ سب کے وہی معنی ہیں جو مسلمانوں میں مشہور ہیں، جو شخص ان چیزوں کو تو حق کہے، مگر ان کے نئے معنی گھڑے (مثلاً ثواب کے معنی اپنے حسنات کو دیکھ کر خوش ہونا اور عذاب اپنے بُرے اعمال کو دیکھ کر غمگیں ہونا، یا حشر فقط روحوں کا ہونا)، وہ حقیقۃً ان چیزوں کا منکر ہے اور ایسا شخص کافر ہے۔

اختلافی مسائل میں اہلسنت کا مذہب

علمِ غیب:

ہمارا عمومی موقف: اس مسئلہ میں ہم اہلسنت کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو تمام کائنات کا علم عطا فرمایا، جو ہو چکا اور جو ہونے والا ہے حتی کہ قیامت کا بھی علم عطا فرمایا ہے، نیز نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے آپکی امت کے اولیائے کرام کو بھی بعض غیبی باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے۔

عقیدہ و نظریہ	حکم
1-اللہ تعالی عالم بالذات ہے، اسے کسی نے علم نہیں دیا جبکہ ساری مخلوق کا علم اسی کا عطا کردہ ہے۔	یہ باتیں ضروریاتِ دین میں سے ہیں، ان کا منکر کافر ہے۔
2-اللہ تعالی کا علم ذاتی اور تبدیلی سے پاک ہے جبکہ مخلوق کا علم عطائی اور تبدیلی کا امکان ہے۔	
3-اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام کو بعض غیبی باتوں کا علم دیا ہے۔	
4-نبی کریم ﷺ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔	
5-اولیائے کرام کو انبیائے کرام کے واسطے سے کچھ علوم غیب ملتے ہیں۔ معتزلہ صرف رسولوں کے لئے علمِ غیب مانتے ہیں اولیائے کرام کے لئے بالکل بھی علمِ غیب نہیں مانتے۔	یہ باتیں ضروریاتِ مذہب اہلسنت سے ہیں، ان کا منکر گمراہ ہے۔
6-اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو علومِ خمسہ میں سے بہت سے جزئیات کا علم دیا ہے۔	
7-حضور ﷺ کو علومِ خمسہ حتی کہ قیامت کا بھی علم دیا گیا ہے کہ کب واقع ہوگی۔	ان کا منکر کافر و گمراہ تو نہیں ہے، لیکن تحقیق سے دور ہے جبکہ دلائل کی بنیاد پر انکار کرتا ہو۔[12]
8-حضور ﷺ کو ماکان و مایکون یعنی گذشتہ اور آئندہ تمام باتوں کا علم دیا گیا ہے۔	
9-حضور ﷺ کو روح کی حقیقت اور قرآن مجید کے سارے متشابہات کا علم دیا گیا ہے۔	

یہ ہمارا دعوی ہی نہیں ہے: چونکہ قرآن مجید تقریبا ۲۳ سال کے عرصے میں بتدریج نازل ہوا لہذا نزولِ قرآن کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے علم شریف میں بتدریج اضافہ ہوتا رہا، جب قرآن مجید کی تکمیل ہوگئی تو ساتھ ہی حضور ﷺ کا علم شریف کامل و اکمل ہو گیا۔۔۔ لہذا نزولِ قرآن کے عرصے میں کسی واقعہ سے استدلال کرنا کہ حضور ﷺ کو فلاں بات کا علم نہیں تھا ہمارے خلاف دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ یہ ہمارا دعوی ہی نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ وقتِ ولادت سے علمِ کلی رکھتے ہیں بلکہ بتدریج آپ کا علم شریف اللہ کی عطا سے بڑھتا گیا۔ قرآن مجید مکمل نازل ہونے کے بعد کوئی ایک واقعہ بتادیجئے جس کے متعلق حضور ﷺ سے سوال کیا گیا اور آپ نے نفی فرمائی ہو بلکہ علمائے کرام نے واضح لکھا ہے کہ جو علوم آپ کو پہلے حاصل نہ تھے بعد میں سب علوم عطا کر دئے گئے۔ والحمد للہ علی ذلک۔[13]

---

[12] فتاوی رضویہ، جلد 29، صفحہ 66، المدینہ لائبریری، دعوت اسلامی۔

[13] الدولۃ المکیہ بالمادۃ الغیبیہ۔ عقائد و نظریات – عبدالحکیم شرف سقادری، صفحہ 248، مکتبہ قادریہ، لاہور۔

حاضر وناظر:

ہمارا عمومی موقف: اس مسئلہ میں ہم اہلسنت کا موقف یہ ہے کہ اللہ تعالی نے نبی کریم ﷺ کو یہ شان عطا فرمائی ہے کہ آپ تمام کائنات کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور امت کے اعمال پر شاہد ہیں۔

حاضر وناظر اردو زبان کے محاورات سے ہے اور برصغیر کی اصطلاح ہے۔ عربی میں اس عنوان کا نام "مُشَاهَدَةُ العَالَم وَ الأَعْمَال" ہے۔

حاضر وناظر کی بنیادی دو صورتیں ہیں: (1) ذات ووجود کے اعتبار سے حاضر وناظر (2) علم و نظر کے اعتبار سے حاضر وناظر

عقیدہ و نظریہ	حکم
ذات ووجود کے اعتبار سے حاضر وناظر	مسئلہ حاضر وناظر فضائل کے باب میں آتا ہے اور اس کا تعلق کشف و شہود سے ہے۔ نیز دلائل چونکہ ظنی ہیں لہذا اس کا منکر کافر یا گمراہ نہیں ہے، مگر اہل حق کے نظریہ کا مخالف ضرور ہے۔ [14]
1- نبی کریم ﷺ جب چاہتے ہیں جہاں چاہتے ہیں جسمِ مثالی کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں۔	
2- حضور ﷺ جسمِ مثالی کے ساتھ ایک وقت میں متعدد جگہ تشریف فرما ہو سکتے ہیں۔	
علم و نظر کے اعتبار سے حاضر وناظر	
3- نبی کریم ﷺ اپنی قبرِ انور میں تشریف فرما ہیں اور وہاں سے تمام عالم کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔	
4- نبی کریم ﷺ اپنی روحانیت اور مشاہدے کے ساتھ تمام مومنین کے قریب ہیں۔	

مردودں کا سننا اور حیات الانبیاء علیہم السلام:

ہمارا عمومی موقف: اس مسئلہ میں ہم اہلسنت کا موقف یہ ہے کہ چاہے مومن ہو یا کافر ہر شخص کی روح نکلنے کے بعد اسے برزخی حیات دے دی جاتی ہے، یعنی روح کا جسم سے ایک تعلق قائم ہو جاتا ہے جس کے نتیجے میں جسم و روح دونوں عذاب یا ثواب محسوس کرتے ہیں، سنتے دیکھتے اور ادراک رکھتے ہیں۔ جبکہ انبیائے کرام علیہم السلام پر ایک پل کے لئے موت طاری ہوتی ہے اور اسکے بعد ان کو پہلے کی طرح حقیقی دنیاوی جسمانی حسی حیات عطا ہو جاتی ہے۔

عقیدہ و نظریہ	حکم
1- نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام پر بھی موت طاری ہوتی ہے۔	اس کا منکر کافر ہے۔
2- میت قبر میں عذاب وثواب محسوس کرتی ہے، سنتی دیکھتی ادراک رکھتی ہے۔	یہ مسئلہ ضروریاتِ مذہبِ اہلسنت سے ہے اس کا منکر گمراہ بدمذہب ہے۔ [15]
3- نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام حیات ہیں۔	

([14]) خلاصہ بحث: مقالاتِ کاظمی، حصہ دوم، صفحہ -، مکتبہ ضیائیہ، راولپنڈی۔ عقائد و نظریات –عبدالحکیم شرف قادری، صفحہ 312، مکتبہ قادریہ، لاہور۔

([15]) فتاوی رضویہ، جلد 09، صفحہ 828، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔ فتاوی رضویہ، جلد 29، صفحہ 110، رضا فاؤنڈیشن، لاہور۔ ملفوظات اعلی حضرت، صفحہ 504، المدینہ لائبریری، دعوت اسلامی۔

نوروبشر:

ہماراموقف: اس مسئلہ میں ہماراموقف یہ ہے نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کے نورِ ذات سے پیداہوئے ہیں، یعنی عینِ ذات کی تجلی بغیر کسی واسطے کے ہمارے حضور ﷺ ہیں([16])اور آپ کے نور سے تمام عالم کو حصہ ملاہے۔ یہ مسئلہ ظنی اور فضائل و مناقب کے باب سے ہے۔

عقیدہ و نظریہ	حکم
1- نبی کریم ﷺ اللہ تعالی کے نورِ ذات کاایک جزءاوراس سے نکلاہواایک ٹکڑاہیں۔ 2- نبی کریم ﷺ مطلقابشر نہیں ہیں۔	یہ عقیدہ کفریہ ہےاور بعینہ یہی عقیدہ رکھنے سے کفرلازم آتاہے۔([17])
3- نبی کریم ﷺ اللہ کے نورِ ذات سے پیداہوئے ہیں اور آپ کے نورِ پاک سے تمام عالم کاظہور ہواہے۔	یہ مسئلہ فضائل کے باب میں آتاہے، اگر کوئی دلائل نہ سمجھ سکے یاانکار کرتاہے تو یہ نہ کفرہے نہ گمراہی جبکہ نیک دل، سنی، عاشق رسول ہو۔

ضروری وضاحت:

*نبی کریم ﷺ کانور ہونااحادیث مبارکہ وعلمائے امت کے ارشادات سے ثابت ہے، لیکن اس تخلیق کی کیفیت ظاہر نہیں ہے کہ کس طرح حضور ﷺ کے نور کو تخلیق کیاگیالہذاعلمائے کرام نے اسے *متشابہات* میں شمار کیاہے۔

*متشابہ کاآسان مفہوم یہ ہے کہ "جو ظاہر ہو وہ مراد نہ ہواور جو مراد ہو وہ ظاہر نہ ہو۔" (قرآن مجید سے وضاحت)

*چونکہ بعض لوگ وسوسوں کاشکار ہوجاتے ہیں اسلئے علمائے کرام نے وسوسوں کو دور کرنے کے لئے سورج اور آئینہ یاچراغ سے چراغ روشن کرنے کی مثال بیان فرمائی ہے، لیکن یہ فقط سمجھانے کے لئے ہے نہ کہ یہ بتانے کے لئے کہ حقیقتاایساہی ہواہے۔ (تفصیل فتاوی رضویہ و مقالاتِ کاظمی)

سایہ نہ ہونا:

ہماراموقف: اس مسئلہ میں ہماراموقف یہ ہے دھوپ یاچاند کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کاسایہ زمین پر نہیں پڑتاتھا، یہ آپکی نبوت ورسالت کی نشانیوں میں سے ہے۔ بہت سے علمائے کرام نے اس موضوع پر کلام فرمایاہے، مگر یادرہے یہ مسئلہ ظنی اور فضائل و مناقب کے باب سے ہے، اس پر کفروایمان کی بنیاد نہیں ہے، لہذااس کامنکر کافریاگمراہ نہیں ہے۔([18])

([16]) فتاوی رضویہ، جلد 30، صفحہ 665-680، رضافاؤنڈیشن، لاہور۔

([17]) فتاوی رضویہ، جلد 30، صفحہ 666-685، رضافاؤنڈیشن، لاہور۔

([18]) مقالاتِ کاظمی، حصہ دوم، صفحہ 143-145، مکتبہ ضیائیہ، راولپنڈی۔

استغاثہ واستمداد(یعنی فریاد کرنا، مدد طلب کرنا):

اس مسئلہ میں ہمارا موقف یہ ہے کہ حقیقی مدد کرنے والا اللہ تعالی ہی ہے، لہذا افضل، اعلی، اولی، بہتر اور احسن یہی ہے کہ ہر حال میں اللہ تعالی سے مدد طلب کی جائے، یہاں تک کے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اللہ سے مدد مانگی جائے۔۔ مگر کوئی شخص اللہ تعالی کے نیک بندوں کو مدد کے لئے پکارتا ہے تو اس کا یہ عمل جائز ہے اور بعض صورتوں میں مستحب ہے۔ مدد طلب کرنے کی دو صورتیں ہیں:

عادی: یعنی عادتاً لوگوں کی جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے اس میں مدد مانگنا جیسے موٹر سائکل یا کار سے لفٹ مانگنا۔

غیر عادی: یعنی جن چیزوں میں عادتاً مدد نہ مانگی جاتی ہو جیسے دور سے کسی بزرگ کو پکارنا مثلا یا غوثِ اعظم پکارنا۔

ہاں جن صورتوں میں باقاعدہ تعلیم وترغیب آئی ہے تو ان صورتوں میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنا مستحب ہے جیسے جنگل میں کھو جانے پر اعینونی یا عباد اللہ ، اعینونی یا عباد اللہ پکارنا۔

یاد رکھنے کی بات:

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"عقائد واعمال سے متعلق ہمارے بے شمار ایسے مسائل ہیں جنہیں ہم جزم ویقین کے مرتبہ میں شمار نہیں کرتے بلکہ محض فضیلت ومنقبت کے درجے میں مانتے ہیں۔ حتی کہ اگر کوئی نیک دل طالبِ حق محض دلیل نہ ملنے کی وجہ سے ہمارے اس مسئلہ کو تسلیم نہ کرے تو ہم اسے بدعقیدہ نہیں کہتے نہ اس کے حق میں برا بھلا کہنا جائز سمجھتے ہیں، بشرطیکہ اس کا انکار رسول اللہ ﷺ کی عداوت اور بغض وکینہ کی وجہ سے نہ ہو۔۔۔ رہا یہ امر کہ اس کی نیک نیتی اور بغض و عداوت کا امتیاز کیسے ہو گا تو میں عرض کرونگا کہ یہ امتیاز اس طرح ہو گا کہ جس نے نہ خود کبھی حضور ﷺ کی توہین کی اور نہ کبھی توہین کرنے والے کو جان بوجھ کر اچھا مانا نہ اس کے قول فعل یا حال سے اس کی بدعقیدگی ثابت ہوئی تو ایسے شخص کے متعلق سمجھا جائے گا کہ یہ شخص نیک دل ہے اور اس کا انکار محض اس وجہ سے ہے کہ ہمارے مسئلہ کی کوئی دلیل اس نے نہیں پائی یا اس کی سمجھ میں نہیں آئی۔۔ الخ"([19])

([19]) مقالاتِ کاظمی، حصہ دوم، صفحہ 144، مکتبہ ضیائیہ، راولپنڈی۔